محمد وسیم اختر مفتی

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ نے بنواز د (بنو اسد: ابن ہشام) میں پرورش پائی۔ قدیم الاسلام تھے۔ ان کا شمار السابقون الاولون میں ہوتا ہے۔ اسلام کی طرف لپکنے والے نفوس قدسیہ میں ان کا نمبر انتالیسواں یا تینتالیسواں تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں جانے سے پہلے ایمان لائے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ماں جائے طفیل بن عبداللہ ازدی کے غلام تھے۔ ام رومان ان دونوں کی والدہ تھیں۔ مملوک ہونے اور معاشرہ میں کمزور حیثیت رکھنے کی وجہ سے مشرکوں نے حضرت عامر پر بہت ظلم ڈھائے، لیکن وہ ایمان پر ثابت قدم رہے۔ آخر کار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انھیں خرید کر آزاد کر دیا اور وہ ان کی بھیڑ بکریاں چرانے لگے۔ حضرت عامر بن فہیرہ ساتویں غلام تھے جنھیں سیدنا ابوبکر نے خود خرید کر اللہ کی رضا جوئی کے لیے آزاد کیا۔ ایک روایت ہے کہ فہیرہ حضرت عامر کی والدہ کا نام تھا۔ اگر یہ درست ہے تو ان کے والد کا نام کسی تاریخ میں مذکور نہیں ہوا۔ مولا کا لفظ غلام آزاد کرنے والے آقا اور آزاد شدہ غلام دونوں کے لیے بولا جاتا ہے، ان کے باہمی تعلق کو موالات کا نام دیا جاتا ہے۔ عرب کا دستور ہے، آزاد شدہ کو اپنے مولا کے قبیلے کا رکن سمجھ کر اسی سے منسوب کر دیا جاتا ہے۔ اسی نسبت موالات سے حضرت عامر تیمی کہلاتے ہیں، کیونکہ سیدنا ابوبکر کا تعلق بنو تیم سے تھا۔ ابوعمرو[1] ان کی کنیت تھی۔ حضرت عامر بن فہیرہ سیاہ فام تھے۔

اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان پر آبائی شہر مکہ تنگ پڑ گیا تو اللہ کی طرف سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا اذن ہوا۔ پہلے حضرت مصعب، حضرت ابن ام مکتوم، حضرت عمار، حضرت سعد، حضرت ابن مسعود، حضرت بلال اور حضرت عمر پہنچے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد فرمایا، سیدنا ابوبکر آپ کے ساتھ تھے۔ مشرکین کے

---

[1] ابو احمد: انساب الاشراف، بلاذری۔

تعاقب سے محفوظ رہنے کے لیے آپ مکہ کے باہر واقع غار ثور میں چھپ گئے۔ سیدنا ابوبکر نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ سے کہا کہ مکہ میں رہ کر دن بھر ان کے بارے میں کی جانے والی باتیں سنے اور رات کو انھیں آ کر بتایا کرے۔ انھوں نے اپنے آزاد کردہ حضرت عامر بن فہیرہ کو بھی حکم دیا کہ رات کے وقت بکریاں ان کے پاس لے آیا کرے۔ سیدنا ابوبکر اور آپ نے غار میں تین دن قیام کیا۔ اس دوران میں حضرت عامر کا یہ معمول رہا کہ دن کے وقت دوسرے چرواہوں کے ساتھ بکریاں چراتے اور رات کے اندھیرے میں جبل ثور پر لے آتے۔ سیدنا ابوبکر اور آپ بکریوں کا دودھ دوہ کر پی لیتے۔ یہ روایت بھی موجود ہے کہ ان دنوں میں آپ کی غذا یہی رہی تاہم صحیح یہی ہے کہ اسما بنت ابوبکر نے گھر سے کھانا پکا کر پہنچایا۔ ابن اسحاق کی روایت کے مطابق آپ نے بکری ذبح کر کے اس کا گوشت بھی کھایا۔ حضرت عبداللہ بن ابوبکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے والد سیدنا ابوبکر کو مل کر منہ اندھیرے لوٹتے تو حضرت عامر بن فہیرہ ان کے پیچھے اپنا ریوڑ لے کر چل پڑتے۔ اس طرح ان کے نقش ہاے قدم مٹ جاتے اور کسی کھوجی کے لیے ان کے رات کے سفر کا سراغ لگانا ممکن نہ رہتا۔ تین دن گزر گئے تو مکہ کے لوگ آپ کا کھوج لگاتے تھک گئے۔ تب بنوعبد بن عدی کی شاخ بنودئل کا غیر مسلم ماہر گائیڈ عبداللہ بن ارقط (یا اریقط) دو اونٹنیاں لے کر پہنچا۔ ان کی قیمت سیدنا ابوبکر ادا کر چکے تھے، لیکن آپ نے ان سے اپنی اونٹنی کے دام طے کر کے بیع مکمل کی تب اس پر سوار ہوئے۔ دوسری اونٹنی سیدنا ابوبکر کے لیے تھی، انھوں نے حضرت عامر کو پیچھے بٹھا لیا۔ حضرت عامر نے آپ ہی کے ساتھ ہجرت کی اور راستہ بھر آپ کی خدمت کرتے رہے۔ پیر چار ربیع الاول کو آپ غار سے نکلے، حضرت عبداللہ بن اریقط آپ کو مدینہ جانے والے عام راستے کے بجاے ساحل سمندر کے پاس والے رستے سے لے کر گیا۔ اگلے دن جب آپ زیریں مکہ کے ساحل کی طرف نکل آئے تھے، مشرکین کے اعلان کردہ سو اونٹوں کا انعام پانے کی حرص میں بنومدلج کے سردار سراقہ بن مالک بن جعشم نے تعاقب کرتے ہوئے آپ کو آن لیا۔ پاس پہنچ کر اس کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر پڑا اور اس کے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ یہ اس کے گھر سے نکلنے کے بعد چوتھی لغزش تھی۔ سراقہ نے گھوڑے کو مارا، پچکارا۔ اس کے پاؤں کسی طور باہر نہ نکلے تو 'امان'، 'امان' پکارا۔ امان ملنے پر بدلے میں اس نے اپنا تمام مال و متاع آپ کو دینے کی پیش کش کی، آپ نے قبول نہ کی۔ اس نے آپ کو قریش کی تدبیروں سے بھی آگاہ کیا۔ آپ نے اتنا فرمایا کہ ہمارا سفر مخفی رکھنا پھر سراقہ کی التجا پر دعا فرمائی کہ گھوڑا زمین سے چھوٹ جائے۔ آخر میں سراقہ نے درخواست کی کہ اسے پروانۂ امن لکھ دیا جائے۔ حضرت عامر بن فہیرہ نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر دستاویز امان لکھی تو وہ لوٹ گیا۔

سفر ہجرت کی پہلی منزل قبا میں حضرت بنوعمرو بن عوف کا محلّہ تھا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابوبکر اور

حضرت عامر بن فہیرہ نے تین دن یا اس سے کچھ زیادہ قیام کیا۔ مدینہ پہنچ کر حضرت عامر بن فہیرہ حضرت سعد بن خیثمہ کے مہمان ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عامر اور حضرت اوس بن معاذ کے درمیان مواخات قائم فرمائی۔

مدینہ کو بخاروں کی سرزمین کہا جاتا تھا۔ حضرت عامر بن فہیرہ مدینہ پہنچے تو اس نئے شہر کی بدلی ہوئی آب و ہوا نے ان پر بھی اثر کیا۔ انھیں بخار نے آن لیا، سیدنا ابوبکر اور سیدنا بلال کو بھی ان کے ساتھ بخار چڑھا۔ یہ سب ایک ہی گھر میں مقیم تھے۔ سیدہ عائشہ اپنے والد کی تیمار داری کے لیے آئیں تو حضرت عامر کی خیریت بھی دریافت کی۔ تپ کی شدت میں حضرت عامر نے یہ اشعار پڑھے:

لقد وجدت الموت قبل ذوقه ان الجبان حتفه من فوقه

''میں نے موت کا ذائقہ چکھنے سے پہلے ہی اسے پا لیا ہے، بلاشبہ بزدل کی موت اوپر سے آتی ہے۔''

کل امریءٍ مجاهد بطوقه كالثور يحمي جلده بروقه

''ہر شخص اپنی طاقت کے بقدر جدوجہد کرتا ہے جیسے بیل سینگ سے اپنی جلد کی حفاظت کرتا ہے۔''

سیدہ عائشہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم بخار کی وجہ سے ہذیانی کیفیت میں ہیں تو آپ نے دعا فرمائی:

''اے اللہ! مدینہ ہمارے لیے محبوب بنا دے، ہم اس سے مکہ جیسی یا اس سے بڑھ کر محبت کریں۔ اسے ہماری صحت کا باعث بنا دے۔ اس کے پیمانوں صاع (سیر اور پاؤ) ومُد (تولہ و ماشہ) میں برکت ڈال دے اور اس کے بخار کو جحفہ (یا مہیعہ: شام کی طرف جانے والے راستے پر واقع مقام) منتقل کر دے۔''

(بخاری، رقم ۱۸۸۹، مسلم، رقم ۳۳۲۱)

جمادی الثانی ۲ھ میں جنگ بدر سے کچھ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی سرگرمیوں کی خبر لینے کے لیے حضرت عبداللہ بن جحش کی سربراہی میں آٹھ (یا بارہ) مہاجرین پر مشتمل ایک سریہ روانہ فرمایا۔ اسے سریۂ عبداللہ بن جحش کہا جاتا ہے۔ حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عتبہ بن غزوان، حضرت سہیل بن بیضا، حضرت عامر بن فہیرہ اور حضرت واقد بن عبداللہ اس میں شامل تھے۔ آپ نے ابن جحش کو ایک خط دیا اور ہدایت فرمائی کہ اسے دو دن کے سفر کے بعد وادئ ملل پہنچ کر کھولنا۔ انھوں نے جب خط کھولا تو لکھا پایا، سفر جاری رکھ کر مکہ و طائف کے مابین واقع وادئ نخلہ پہنچو۔ حضرت عبداللہ بن جحش نے ساتھیوں سے کہا، جو شہادت کا متمنی ہے، آگے چلے اور وصیت کرتا جائے۔ بحران کے مقام پر حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عتبہ کی مشترکہ سواری کھو گئی تھی، وہ اسے ڈھونڈنے نکل گئے۔ ابن جحش باقی افراد کو لے کر نخلہ پہنچے۔ کشمش، کھالیں اور دوسرا

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

سامان تجارت لے کر قریش کا قافلہ وہاں سے گزرا تو انھوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ حضرت واقد بن عبداللہ نے تیر مار کر قافلے کے سردار عمرو بن حضرمی کو قتل کر دیا اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو قید کر لیا۔ مغیرہ بن عثمان فرار ہو گیا۔ یہ اسلامی تاریخ کا پہلا مقتول، پہلا قیدی اور اولین مال غنیمت تھا۔ پہلے امیر جیش اسلامی حضرت عبداللہ بن جحش نے دور اسلامی میں حاصل ہونے والے پہلے مال غنیمت کی اپنے تئیں تقسیم کر کے پانچواں حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رکھ لیا، حالانکہ خمس کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔ حضرت عروہ بن زبیر کہتے ہیں، عمرو بن حضرمی کے قتل سے قریش کو اس قدر دھچکا لگا کہ یہ جنگ بدر کا ایک سبب بن گیا۔

دوسری روایت کے مطابق یہ غزوہ رجب کی ابتدائی تاریخوں میں ہوا۔ مشرکین کی طرف سے حرام مہینے کی حرمت پامال کرنے کا الزام لگا تو ارشاد ربانی نازل ہوا:

یَسْـَٔلُوْنَکَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْهِ قُلْ قِتَالٌ فِیْهِ کَبِیْرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَکُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَکْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ وَالْفِتْنَةُ اَکْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ. (البقرہ ۲: ۲۱۷)

''آپ سے حرام مہینے کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس میں قتال کرنا کیسا ہے؟ کہہ دیجیے، ماہ حرام میں قتال کرنا بہت سنگین ہے لیکن اللہ کی راہ سے روکنا، اس کا کفر کرنا، مسجد حرام کا راستہ بند کرنا اور وہاں کے رہنے والوں کو نکال باہر کرنا اس سے بھی بدتر ہے۔ فتنہ پھیلانا قتل کرنے سے بھی بڑا جرم ہے''

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حضرت عامر بن فہیرہ نے بدر واحد کے غزوات میں حصہ لیا۔ ان جنگوں میں کوئی خاص واقعہ ان سے منسوب نہیں۔

۴ھ کے آغاز میں وسطی عرب کے قبیلہ بنو عامر بن صعصعہ کا ایک معزز سردار ابو براعامر بن مالک مدینہ آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ پیش کیا۔ آپ نے ہدیہ قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ہم کسی مشرک سے تحفہ نہیں لیتے۔ آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی تو اس نے رد کی نہ قبول، تاہم یہ کہا کہ آپ کی دعوت خوب ہے، اس کی اشاعت کے لیے اپنے کسی صحابی کو اہل نجد کی طرف روانہ کریں۔ امید ہے کہ وہ اسلام قبول کر لیں گے۔ آپ نے فرمایا، مجھے اندیشہ ہے کہ نجدی انھیں نقصان پہنچائیں گے۔ ابو برا نے کہا، ان کی طرف سے میں پناہ دیتا ہوں۔ تب صفر کے مہینے میں آپ نے ستر (چالیس: ابن اسحاق) صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک وفد کو کوہ احد سے رخصت کیا۔ اس کے ارکان میں اصحاب صفہ کی اکثریت تھی، انھیں قرا کہا جاتا تھا۔ یہ لوگ دن بھر لکڑیاں چنتے، انھیں بیچ کر اپنا اور ساتھیوں کا پیٹ بھرتے، (مسجد کا پانی بھرتے) اور رات کو (تلاوت کرتے اور) نوافل ادا کرتے۔ حضرت منذر بن عمرو انصاری، حضرت حارث بن صمہ، حضرت حرام بن ملحان، حضرت عروہ بن اسما، حضرت نافع بن بدیل اور حضرت

عامر بن فہیرہ اس میں شامل تھے۔ حضرت منذر شہادت کی بہت آرزو رکھتے تھے۔ تبلیغی وفد بئر معونہ پہنچا اور یہاں ایک غار میں قیام کا ارادہ کیا۔ یہ کنواں بنوسلیم کی ملکیت تھا اور بنوعامر کی سرزمین اور بنوسُلیم کی زمین سنگلاخ کے مابین واقع تھا۔ پھر اپنے ساتھی حرام بن ملحان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط دے کر بنوعامر کے رئیس عامر بن طفیل کے پاس بھیجا۔ یہ ابوبرا کا بھتیجا تھا۔ عامر نے نامۂ رسول پڑھنے کے بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد اور ماموں حضرت حرام پر تیر پھینکا (یا عقب سے نیزہ مارا) اور شہید کر ڈالا۔ حضرت حرام شدید زخمی ہو گئے، مرنے سے پہلے نعرہ بلند کیا، اللہ اکبر! فزت و رب الکعبۃ! ''رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔'' انھیں قتل کرنے کے بعد عامر بن طفیل نے مبلغین اسلام کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے اپنے قبیلے بنوعامر بن صعصہ کے لوگوں کو پکارا، لیکن انھوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم تمھارے چچا ابوبرا کا پیمان نہیں توڑ سکتے، انھوں نے مسلمانوں کو پناہ دے رکھی ہے۔ تب اس نے ہمسایہ قبیلہ بنوسُلیم کی شاخوں عصیہ، رعل اور ذکوان کو بلا لیا۔ سب اکٹھے ہو کر باہر نکل آئے اور مسلمانوں کو گھیر لیا۔ وہ تلواریں نکال کر آرام گاہوں سے نکل آئے لیکن چند مسلمان ایک بڑی فوج کا مقابلہ نہ کر سکے۔ ایک صحابی حضرت کعب بن زید انصاری کے سوا سب نے جام شہادت نوش کیا۔ حضرت کعب بھی شدید زخمی تھے اور کافروں کے زعم میں جان دے بیٹھے تھے، تاہم انھوں نے موت کے منہ سے نکل کر نئی زندگی پائی اور غزوۂ خندق میں شہید ہوئے۔ اتفاق کی بات ہے کہ وفد کے دو رکن حضرت عمرو بن امیہ ضمری اور حضرت منذر بن محمد انصاری اونٹوں کو چرانے نکلے ہوئے تھے۔ جب انھوں نے وفد کی قیام گاہ پر چیلوں کو منڈلاتے ہوئے دیکھا تو واپس لپکے۔ قریب پہنچ کر دیکھا کہ ان کے سارے ساتھی شہید کر دیے گئے ہیں، ان کے لاشے بکھرے پڑے ہیں اور حملہ آور گھڑ سوار ابھی وہیں کھڑے ہیں۔ جوش غیرت میں یہ حملہ آوروں پر پل پڑے۔ شہادت کے متمنی حضرت منذر بن محمد نے اپنے ہم نام حضرت منذر بن عمرو کی طرح مراد پائی، جبکہ حضرت عمرو بن امیہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ بعد میں عامر نے پیشانی کے بال کاٹ کر انھیں رہا کر دیا اور کہا، تم مضری ہو، میں تمھیں اس غلام کے بدلے میں آزاد کرتا ہوں جو میری ماں پر کسی وجہ سے آزاد کرنا لازم ہو گیا تھا۔

بئر معونہ کے سانحہ میں بڑے بڑے صاحب فضیلت، حفاظ و قرا اصحاب رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش کیا۔ انھی میں سے ایک حضرت عامر بن فہیرہ تھے۔ مشہور ہے کہ کشت و خون کے بعد ان کا جسد خاکی نہ ملا۔ ان کے قاتل جبار بن سلمی کلابی کا بیان ہے، میں نے حضرت عامر کو نیزہ مارا تو کسی نے ان کی نعش اچک لی پھر میرے دیکھتے دیکھتے آسمان کی طرف بلند ہو گئی اور زمین پر سراغ تک نہ رہا۔ تب یہ روایت عام ہو گئی کہ حضرت عامر کو فرشتے لے گئے اور ان

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

کی میت کی تدفین انھوں نے ہی کی۔ ''طبقات ابن سعد'' میں مذکور اس روایت کو حضرت عروہ بن زبیر نے سیدہ عائشہ سے نقل کیا ہے۔ اس ضمن میں سب سے معتبر روایت صحیح بخاری کی ہے، جب بئر معونہ کے شہدا کی شہادت ہو چکی اور حضرت عمرو بن امیہ ضمری عامر بن طفیل کی قید میں آئے تو اس نے شہدا کی میتوں کے بیچ ایک میت کی طرف اشارہ کر کے پوچھا، یہ کون ہے؟ انھوں نے بتایا، حضرت عامر بن فہیرہ۔ تب عامر بن طفیل نے کہا، میں نے اس کو قتل کے بعد آسمان کی طرف بلند ہوتے دیکھا حتیٰ کہ اسے آسمان و زمین کے بیچ معلق دیکھتا رہا پھر یہ نعش واپس زمین پر رکھ دی گئی۔ حضرت جبار بن سلمی مزید کہتے ہیں، میں اس مشاہدے کے بعد قبول اسلام پر آمادہ ہوا۔ بئر معونہ کے دن میں نے ایک مسلمان (حضرت عامر بن فہیرہ) کے سینے میں نیزہ گاڑ دیا۔ نیزہ اس کے جسم سے نکلا تو وہ پکارا، واللہ! میں کامیاب ہوا۔ میں نے سوچا، قتل تو میں نے کیا ہے، وہ کیسے کامیاب ہوا؟ دوسرے مسلمانوں نے بتایا، اس نے مقام شہادت پا لیا اس لیے بامراد ہے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عامر بن فہیرہ کو عامر بن طفیل نے خود قتل کیا، وہ دشمن خدا کہتا ہے، میں نے حضرت عامر پر نیزے کا پہلا وار کیا تو ان کے زخم سے نور خارج ہوا۔ (دلائل النبوۃ: غزوۂ بئر معونہ) حضرت عامر بن فہیرہ کی عمر چالیس برس ہوئی۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ تک سانحۂ بئر معونہ اور اس سے کچھ دن پہلے واقع ہونے والے اسی قسم کے حادثۂ فاجعہ یوم رجیع کے شہدا کے قاتلوں کے لیے فجر کی نماز میں قراءت کرنے کے بعد رکوع سے پہلے رعل، ذکوان، عصیہ اور بنولحیان کا نام لے کر بددعا فرماتے رہے۔ یہ قنوت نازلہ کی ابتدا تھی۔ طبرانی نے دعا کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں، 'اللّٰھم اکفنی عامرا'، ''اے اللہ! عامر سے میرا بدلہ لے لے''۔

حضرت عامر لکھنا پڑھنا جانتے تھے یہی وجہ ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین میں شامل ہوئے۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویہ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، الجامع المسند الصحیح (بخاری، شرکۃ دار الارقم)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، صحیح تاریخ الطبری (محقق: محمد بن طاہر برزنجی)، دلائل النبوۃ (بیہقی)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ (ابن اثیر)، تاریخ الاسلام (ذہبی)، البدایہ والنہایہ (ابن کثیر)، فتح الباری (ابن حجر)، الاصابہ فی تمییز الصحابہ (ابن حجر)، سیرت النبی (شبلی نعمانی)، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (مقالہ جات، بئر معونہ: پروفیسر عبدالقیوم۔ عامر بن صعصعہ، عامر بن طفیل: W.Caskel)۔